ریاستِ جے پور

اور

اُردو زبان

شایع کردہ

انجمنِ ترقیٔ اُردو (ہند) دہلی

سنہ ۱۹۴۳ء
(جیّد پریس دہلی)

التماس

میں اس سے قبل اُردو کے متعلق ریاستِ جے پور کی جدید روش کے بارے میں ایک مختصر بیان شایع کر چکا ہوں۔ بعض اخباروں نے اِسے شایع کیا اور بعض نے ناقابلِ التفات خیال کیا۔ چند اخبار تو بلاشبہہ ایسے ہیں کہ اُن سے یہ توقع ہی نہیں ہوسکتی تھی کہ وہ اسے قابلِ التفات سمجھیں گے، لیکن چند اخباروں نے جن سے کامل توقع تھی کہ وہ نہ صرف شایع کریں گے بلکہ از روئے انصاف اس کی تائید بھی کریں گے، بعض نامعلوم وجوہ سے (جو مختلف نوعیت کی ہوسکتی ہیں) چھاپنے سے گریز کیا، حالاں کہ روزانہ اُن کے کالم لطائف وظرائف کے لیے وقف ہیں۔ اِس لیے میں نے یہ مناسب خیال کیا کہ اِس قضیے کے مُفصّل حالات نیز وہ واقعات جو بعد میں معلوم ہوئے ایک پمفلٹ کی صورت میں شایع کر دوں تاکہ اُردو کے بہی خواہوں اور دیگر اربابِ انصاف کو غور کرنے کا موقع ملے کہ اُردو کے حق میں کس بے دردی سے کام لیا گیا ہے۔ اُمید ہے کہ اُردو داں طبقہ اپنی تحریروں اور کوششوں سے اِس ناواجب عمل کے خلاف ہماری تائید کرے گا۔ کیوں کہ یہ کسی ایک مقام یا ریاست کا مسئلہ نہیں بلکہ کُل ہند مسئلہ ہے۔ اور اس کا بڑا خطرناک نتیجہ (جس کا علم غالباً سر مرزا اسمٰعیل کو نہیں یا وہ اس کے سمجھنے سے قاصر ہیں) یہ ہے کہ دوسری ریاستیں بھی جے پور کی نظیر پیش کر کے اُردو کی بربادی کی تجویزیں کر رہی ہیں۔ اس بنا پر میں اپنے آپ کو اس تحریر کے شایع کرنے میں حق بجانب خیال کرتا ہوں۔

عبدالحق

معتمدِ اعزازی انجمن ترقی اُردو (ہند)

اُردُو اور ریاستِ جے پور

ریاستِ جے پور راجپوتانہ کی سب سے بڑی ریاست ہی، مغل دورِ حکومت کی ایک یادگار ہونے کے علاوہ جے پور میں مغل دربار کے رسوم ولوازم کے ساتھ ساتھ شان دار راجپوتی روایات کا حسین امتزاج پایا جاتا ہی۔ درباری رسوم، زبان، لباس اور تمدّن کے دیگر مظاہر میں جے پور ایک خاص مقام رکھتا ہی۔ جہاں تک فارسی اور اس کے بعد اُردُو زبان کا تعلق ہی بلا خوفِ تردید کہا جاسکتا ہی کہ جے پور ہی وہ مقام ہی جہاں سے اُردُو زبان پورے راجپوتانے میں پھیلی اور یہاں تک پھیلی کہ اس نے عام طور پر مادری وعلمی زبان کا مرتبہ حاصل کرلیا۔

اگرچہ اُنیسویں صدی کے آخری دنوں میں برطانوی ہند کی فضا میں فرقہ پرستی پیدا ہوچکی تھی لیکن ریاست جے پور کے دانش مند اور قوم پرور فرماں رواؤں نے نہایت احتیاط کے ساتھ جے پور کی برطانوی ہند کی زہریلی اور فرقہ پرست ہواؤں سے حفاظت کی، اور ہمیشہ اس کا خیال رکھا کہ جو زہر برطانوی ہند میں پھیل رہا ہی اس کے اثرات سے جے پور دربار اور جے پور کی رعایا محفوظ رہے، اسی میں ریاست کی فلاح اور رعایا کی بھلائی کا راز پنہاں تھا۔

برطانوی ہند سے جو زہر آہستہ آہستہ ریاستوں کی دُنیا خصوصاً جے پور کی طرف بڑھ رہا تھا، اُن میں ایک "اُردُو ہندی کا جھگڑا" بھی تھا۔ برطانوی ہند میں یہ قضیہ وہاں سے شروع ہوا تھا جہاں سب سے پہلے کمپنی کو حاکمانہ حیثیت حاصل ہوئی تھی یہ تھی سرزمینِ بنگال وبہار غالباً اِس کے علاوہ اور کہیں تنگ نظری کی ابتدا نہ ہوئی تھی، فارسی سرکاری ودفتری زبان کی حیثیت سے رخصت ہورہی تھی، اور اس کی جگہ اُردُو لے رہی تھی، صوبہ واری زبانوں کو اپنے اپنے صوبے میں دفتری حیثیت دی جارہی تھی، لیکن ایک کُل ہند زبان کی حیثیت سے اُردُو کو تقریباً قبول کرلیا گیا تھا۔

اس زہر سے جو برطانوی ہند میں اس تیزی کے ساتھ پھیلایا جارہا تھا، ریاستوں کو محفوظ رکھنا

آسان کام نہ تھا، یہ صرف مہاراجا رام سنگھ بیکنٹھ باشی کا کمالِ تدبّر تھا جس نے بہت دِنوں تک راجپوتانہ کی اِس بڑی ریاست کو بچائے رکھا۔ اُن کی آنکھیں اُسی وقت اُس فتنے کو دیکھ رہی تھیں جو بعد کو ایک طوفان بن کر سرزمینِ ہند میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے صدیوں کے اتحاد کو بہالے گیا۔ اور آج "زبانِ اُردو" کی واحد یادگار کے سوا شاید کوئی دوسری چیز صدیوں کے بھائی چارے کی یادگار باقی نہیں ہے۔

جے پور میں ابتداً تمام ہندستان کی طرح فارسی زبان دفتروں میں رائج تھی، ۱۹۲۳ بکرمی مطابق ۱۸۶۵ء میں مہاراجا رام سنگھ بیکنٹھ باشی نے ریاست کی تنظیمِ جدید فرمائی، زمینوں کی پیمایش ہوئی، بندوبست اراضی کا انتظام ہوا اور نظامتیں اور تحصیلیں قائم کی گئیں۔ یہ وہ وقت ہے کہ بندوبستِ اراضی کا جدید طریقہ پہلی مرتبہ جے پور میں جاری ہوا۔ اُس وقت عہدہ دارانِ ریاست کو اس کا بھی موقع ملا کہ ریاست کی عام زبان سے متعلق اندازہ لگائیں۔

حکومت نے جب اس امر کا صحیح اندازہ لگا لیا کہ ریاست بھر بلکہ ملک بھر میں جو زبان آسانی کے ساتھ سمجھی اور بولی جا سکتی ہے وہ اُردو زبان ہے تو فارسی کی بجائے اُردو کو دفتری و سرکاری زبان قرار دیا۔

اِس جگہ ایک حقیقت کو کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ مُلک میں اس وقت بھی زیادہ تعداد راجستھانی بولنے والوں کی تھی، اور مہاراجا رام سنگھ بیکنٹھ باشی کے لیے کوئی امر مانع نہ تھا کہ راجستھانی یا ہندی کو جس کا قضیہ برطانوی ہند میں پیدا ہو چکا تھا سرکاری اغراض کے لیے پسند فرماتے، لیکن اس وقت مہاراجا مرحوم کے نزدیک دو امور قابلِ غور تھے اوّل یہ کہ آسانی کے ساتھ کام کس زبان میں ہو سکتا ہے اور عام طور پر سارے علاقے میں کون زبان سمجھی جاتی ہے، ظاہر ہے کہ اس معیار پر آج بھی جے پور میں اُردو کے سوا کوئی زبان نہیں ٹھہر سکتی۔ دوسرا سوال مُلک کے عام اتحاد کا تھا، انھیں معلوم تھا کہ برطانوی ہند میں ہندی کو اُردو کے مقابلے میں کھڑا کرنے والے ہندی کے بہی خواہ نہیں بلکہ صدیوں کے ہندستانی اتحاد کے مخالف ہیں اور اس تحریک کا نتیجہ باہمی نفاق و شقاق کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔

غرض اِن دو چیزوں کو سامنے رکھ کر اُردو کو سرکاری زبان قرار دیا گیا۔ اور ۱۸۴۴ء میں ایک مدرسہ اُردو فارسی کی تعلیم کے لیے سرکاری انتظام سے کھولا گیا۔ یہ مدرسہ بعد میں ترقی کرکے کالج ہو گیا۔

۱۸۵۷ء کے طوفان میں دِلّی ویران ہوگئی، خواجہ راقمؔ، حضرت شگفتہؔ، مرزا مائلؔ اور جناب انورؔ جیسے شعرا اور ادبا کو جے پور دربار اور جے پور کے دربا۔یوں نے پناہ دی اور اعزاز بخشا تاکہ اُردو ریاست میں پھولتی پھلتی رہے۔

۱۸۸۰ء سے حامیانِ ہندی نے ریاستِ جے پور میں اُردو کے خلاف کام شروع کیا، اور بلاخوفِ تردید کہا جا سکتا ہے کہ جو لوگ اِس سلسلے میں کام کر رہے تھے وہ جے پور کے حقیقی باشندے نہیں بلکہ وہ لوگ تھے جو برطانوی ہند سے فرقہ وارانہ ذہنیت لیے ہوئے جے پور آئے تھے اور معاشی وجوہ کی بِنا پر یہاں رہ پڑے تھے۔

۱۸۸۴ء میں ریاست کی طرف سے ایک حکم جاری ہوا جس کا مفہوم یہ تھا:-

"عدالتوں میں اُردو بہت صاف اور شستہ لکھی جاوے، عربی، فارسی اور انگریزی کے نامانوس الفاظ بالکل نہ لکھے جاویں۔"

چھوٹی دِلّی

اِس حکم کا نتیجہ یہ نکلا کہ عام طور پر جے پور کی عدالتوں اور دوسرے دفاتر میں زبان کی سلاست اور صفائی پر خاص توجہ کی جانے لگی، ادھر شہر میں شعرا و ادبا کی چہل پہل اور اُدھر دربار کی طرف سے عدالتی زبان کی شُستگی کا اہتمام، جے پور "چھوٹی دلّی" بن گیا، اور راجپوتانے میں فی الواقع شہر جے پور کو مُدتوں "چھوٹی دِلّی" کہا جاتا رہا۔

مخالف اُردو کوششیں

اتحاد کے دشمنوں کی برابر کوشش رہی کہ کسی نہ کسی طرح اُردو کو جے پور سے جَلاوطن کر دیا جائے۔ ایک موقع پر جب کہ مہاراجا انگلستان جا رہے تھے تو بمبئی میں ایک ایڈریس پیش کیا گیا اور درخواست کی گئی کہ اُردو کی بجائے دیوناگری حروف ریاست میں جاری کر دیے جائیں۔ اسی طرح دوسرے موقع پر جب کہ مہاراجا آں جہانی موجودہ مہاراجا جے پور کو گود لینے کی تقریب منا رہے تھے۔ اس مقصد کے لیے درخواست پیش کی گئی، لیکن مہاراجا سوائی مادھو سنگھ کی زندگی تک اُن کے تدبّر و دانش مندی نے ان فرقہ پرستوں کی ایک نہ چلنے دی۔

۱۹۲۱ء میں جب کہ مہاراجا سوائی مادھو سنگھ کا انتقال ہو چکا تھا اور انتظامات ایک کونسل آف ایجنسی کے ہاتھ میں تھے، جے پور میں ایک ہندی پرچارنی سبھا قائم کی گئی۔ اس سبھا کے صدر ٹھاکر کلیان سنگھ بی اے، جے پور چیف کورٹ کے ممبر تھے، یہ وہ بزرگ ہیں جو فرقہ پرستی کے عناصر برطانوی ہند سے لائے تھے اور اہلِ جے پور سے اُنھیں کوئی ہمدردی نہ تھی۔

۱۹۲۱ء کا زمانہ ہندستان کی تاریخ کا وہ درخشاں عہد ہے جب کہ پورے ملک میں ہندو مسلم اتحاد کا دَور دورہ تھا اور فرقہ پرست حضرات کے لیے سر چھپانے کی اگر کوئی جگہ ہو سکتی تھی تو ریاستیں، چناں چہ اسی زمانے میں ریاستِ جے پور میں "ہندی اُردو" کے قضیے نے زور پکڑا۔ حکومتِ جے پور کے بعض تنگ دل اور فرقہ پرست عہدہ داروں نے جائز و ناجائز طریقوں سے جبریہ ہندی حروف کے اجرا کی سعی شروع کی۔

۲ اپریل ۱۹۲۱ء کو محکمۂ خبر جے پور سے ایک کیفیت کونسل کو بھیجی گئی جس میں درخواست کی گئی کہ سرکاری دفاتر سے جب کوئی تحریر محکمۂ خبر کو بھیجی جائے تو اُسے ہندی میں ہونا چاہیے۔ اس کیفیت کا جواب کونسل نے یہ دیا۔

"تحریرات ہندی و اُردو میں کوئی تفریق نہیں ہے، راج کو ہندی تحریرات بھیجنے کا اختیار ہے اور دیگر محکمہ جات سے جو تحریرات ہندی و اُردو میں آئیں وہ راج لے لیا کرے"۔

(مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۲۲ء)

یہ تاریخ جے پور میں پہلا سانحہ تھا کہ ہندی کو اُردو کے ہم پلہ قرار دیا گیا۔ اور دفاترِ سرکاری میں بھی اس کی سرکاری حیثیت تسلیم کر لی گئی۔ ورنہ اب تک بجز محکمۂ حساب میں ہندی ہندسوں کے اور کہیں ہندی حروف سرکاری طور پر مستعمل نہ تھے۔

اس کے بعد مسٹر آر آر گلانسی محکمۂ خاص کے پریسیڈنٹ کے سامنے اُردو حروف کے متعلق سوال آیا لیکن وہاں سے یہ جواب دیا گیا کہ فرماں روائے جے پور کے ایامِ نابالغی میں اس قسم کا کوئی اقدام نہیں کیا جا سکتا۔ ریزیڈنٹ جے پور کے سامنے بھی یہ مسئلہ پوری ہنگامہ آرائی کے ساتھ پیش کیا گیا مگر ریزیڈنٹ نے بھی مندرجہ بالا جواب پر ٹال دیا۔

بالآخر ۱۹۲۵ء میں ہندی حرُوف کے استعمال کی باضابطہ اجازت مِل گئی اب منظم و مسلسل کوشش اُردو کے جلاوطن کر دینے کی ہونے لگی۔ وہ حکّامِ ریاست جو بیرُونی اثرات سے متاثر تھے اس میں نمایاں حصّہ لینے لگے۔ یہ سب کچھ کس مقصد کے ماتحت اور کس طرح ہو رہا تھا، اس کی کہانی ایک فاضل وکیل پنڈت گردھاری لال صاحب کی زبان سے سُنیے، اپنے مضمون مطبوعہ علی گڑھ گزٹ مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۲۳ء میں لکھتے ہیں :۔

"آج کل مدبرانِ جے پور پبلک کے دو فرقے ہو رہے ہیں، ایک فرقہ جس میں دولت مند لوگ شامل ہیں، ہندی کا طرف دار ہے اور پبلک کو ہندی کی طرف توجہ دلاکر اس امر کی تحریک کرتا ہے کہ وہ اس امر پر زور دیں کہ زبان ہندی عدالت میں قرار دی جائے تاکہ ہم لوگوں کو آسانی ہو۔

دوسرا فرقہ زبانِ عدالت میں کسی تبدیلی کا خواہش مند نہیں ہے حالتِ موجودہ کو برقرار رکھنے کے لیے کوشاں ہے۔ اِس جدید تحریک سے اہلِ ہنود اور اسلام میں کچھ خلش پیدا ہوگئی ہے"۔

آگے چل کر پنڈت جی فرماتے ہیں :۔

ہندی جے پور کی زبان نہیں

"تاریخ اِس امر کا پتا نشان دیتی ہے کہ دیوناگری (ہندی) یا برج بھاشا راجپوتانے کی مادری زبان نہیں تھی۔ اگر ہوسکتی تھی تو مادری زبان، جے پوری مادری زبان، زبان کی تعریف میں داخل نہیں، محض بول چال ہے۔ جے پور میں اہلِ ہنود کے بہت کم کنبے ایسے ہیں جن کی مستورات دیوناگری (ہندی) مادری زبان رکھتی ہوں، اگر کوئی رکھتی ہیں تو وہ یہاں کی متوطن نہیں ہیں۔ قطع نظر اس کے کہ وہ خواندہ ہوں یا ناخواندہ ان کی اصلی زبان جے پوری زبان سے رابطۂ اتحاد و الحاق نہیں رکھتی"۔

اِس کے بعد پنڈت جی نے تفصیل کے ساتھ ان دقتوں اور پریشانیوں کا ذکر کیا ہے جو دیوناگری حرُوف

کے رواج سے پیدا ہو جائیں گی، آخر میں فرماتے ہیں:۔

"نام آوری کے لیے رعایا کو اُکسانے کی تحریک اس طرح کی گئی ہے کہ حکومت کو تو یہ دِکھانا مقصود ہے کہ عام رعایا ہندی کی خواہش مند ہے لیکن حقیقت اِس کے خلاف ہے کیوں کہ سبھا (ہندی پرچارنی سبھا) کے قائم ہونے سے قبل عام رعایا کی خواہش کا اظہار نہیں ہوا۔ اب رعایا کے دستخط لیے جارہے ہیں، دوسری طرف رعایا کو اس جہلِ بسیط میں مبتلا رکھا گیا ہے کہ ہماری کوشش عام لوگوں کے نفع اور فوائد پر مبنی ہے۔

میرے خیال میں ہندی کا سوال عدالت اور رعایا دونوں کے لیے مفید ثابت نہیں ہو سکتا، البتہ ہندی پرچارنی سبھا کے لیے بقائے نام اور شہرتِ دوام کا اچھا خاصا ذریعہ کام یابی اور ناکام یابی ہر دو صورتوں میں موجود ہے۔ لیکن یہ خیال کہ اس سے رعایا کی بہبودی ہے، نہایت لغو ہے۔ برخلاف اِس کے اُردو زبان میں اس وقت تک کاروبار جاری ہیں، اس کی وجہ سے کوئی ہرج و رکاوٹ انصاف میں نہیں ہے، بلا اغوا عام رعایا کی خواہش نہیں کہ زبان تبدیل کر دی جائے یا حرف بدل دیے جائیں۔"

اِس کے بعد لکھتے ہیں:۔

"اگر اُردو ہندی کا سوال ہندو اور مسلمانوں کے مابین کا ہو تو یہ ناواجب ہے کہ جے پور کی رعایا کے اتحاد و ارتباط میں خلل ڈال دیا جائے ...... اُردو ہندستان کی زبان ہے دُنیا کے اور کسی خطّے میں رائج نہیں، اہلِ ہنود نے پہلو بہ پہلو، سینہ بہ سینہ اس میں کمال حاصل کیا ہے ...."

ایسے صاف دِل بزرگوں کی کوششوں کے باوجود ۱۹۲۵ء و ۱۹۲۶ء میں فرقہ پرستی اور طوفانِ بدتمیزی جو برطانوی ہند میں اُٹھا اُس سے متاثر ہو کر جے پوری رعایا کی عام مرضی کے برخلاف ۱۹۲۵ء میں اُردو اور ہندی کو عدالتوں میں ہم پلّہ بنا دیا گیا۔

۱۹۴۲ء تک دفاترِ جے پور میں اُردو اور ہندی دونوں جاری رہیں۔ اُردو بہت زیادہ،

اور ہندی بہت کم۔

اس مدت میں بیرونی دُنیا کا زور اُردُو کو جلاوطن کر دینے کے لیے ہمیشہ ڈالا جاتا رہا کبھی کسی برہمن نے دان میں "ہندی حرُوف" مانگے، اور کبھی کسی لیڈر کے اثرات استعمال کیے گئے لیکن حکومت جے پور نے کوئی صریح قدم اُردُو کے خلاف نہیں اُٹھایا، اور دیوناگری کے اثر انداز ہنگاموں سے اپنے آپ کو غیر متاثر رکھنے میں کامیاب رہی۔

اُردُو زبان اپنے اندر ایسی خوبیاں اور ایسی گھلاوٹ رکھتی ہے کہ ہندی زبان و حرُوف کی صرف اجازت اس وقت تک اُردُو کے لیے مُضر نہیں ہو سکتی جب تک کہ اُردُو کے استعمال کو ممنوع نہ قرار دیا جائے۔ چناں چہ جے پور میں بھی یہی ہُوا۔ اگرچہ اُردُو اور ہندی دونوں کی یکساں اجازت تھی لیکن پچھلے بیس سال کے اندر اُردُو ہی مقبول رہی۔

۱۹۴۲ء میں آنریبل سر مرزا اسمٰعیل صاحب سابق وزیرِ اعظم حکومتِ میسور کا تقرر جے پور میں وزارتِ عظمیٰ کے منصب پر ہُوا۔ شاید اس موقع کو فوری انقلاب کے لیے مناسب خیال کرتے ہوئے ایک بُزرگ پنڈت رام چندر شرما نے اس نیت سے مرن برت رکھا کہ جب تک ریاستِ جے پور کی عدالتوں دفتروں اور مدرسوں میں اُردُو کی جگہ ہندی رائج نہ ہو جائے گی وہ برت نہ توڑیں گے اور جان دے دیں گے۔

پراونشیل راجپوتانہ ہندو مہا سبھا اور جے پور مہا سبھا نے بڑی شدت سے اس کی حمایت کی اور پُر زور شورش پھیلائی۔ سر مرزا اسمٰعیل نے اِس دھمکی میں آکر ۲۸ ر جنوری ۱۹۴۳ء کو ایک میمورنڈم شایع فرمایا جس کی معنوی خصوصیات کے علاوہ ظاہری خصوصیت یہ تھی کہ وہ جے پور دربار کی قدیم روایات کے خلاف انگریزی اور ناگری میں چھپا تھا مگر اُردُو کا کہیں کوئی حرف نہ تھا۔ اس میمورنڈم کی ہندی عبارت اُردُو حرُوف میں درج کی جاتی ہے۔

میمورنڈم

تاریخ ۲۸ ر جنوری ۱۹۴۳ء

"گورنمنٹ کے دفتروں اور عدالتوں میں استعمال ہونے والی لپی کے سمبندھ میں

گورنمنٹ سے حال میں بہودھا نویدن کیا گیا ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ موجودہ دیاستھا میں
شریمان مہاراجا صاحب بہادر کی ادھیکانشک پرجا کو کٹھنائی ہوتی ہے۔
شری مہاراجا صاحب بہادر کی گورنمنٹ جنتا کی واجب شکایتوں کے بارے میں
ہمانوبھتی کے ساتھ وچار کرنے کے لیے ہمیشہ اوتسک ہے۔
ابھی بھی دیوناگری لپی کے استعمال پر کسی بھی پرکار کی رُکاوٹ نہیں ہے اور دراصل
اس ریاست میں راجیا کے ادھیکانش دفتروں اور عدالتوں میں یہ لپی کام میں لائی جا رہی
ہے۔ شری مہاراجا صاحب بہادر کی ادھیکانش پرجا دیوناگری لپی استعمال کرتی ہے۔
اس لیے گورنمنٹ کی یہ منشا ہے کہ تمام دفتر او عدالتوں میں دیوناگری لپی کا پریوگ کریں
تاکہ سمبندھت جنتا کسی قسم کی اسوبیدھا نہ ہو۔ مگر اس آرڈر کی منشا یہ نہیں ہے کہ
دیوناگری لپی ٹھیک طرح نہ جاننے والوں کے لیے اُردو لپی استعمال کرنے پر کسی قسم
کی رُکاوٹ ہے

بی. جی. بھٹیا چاریا
فور چیف سکریٹری ٹو دی گورنمنٹ آف جے پور

اِس میمورنڈم میں اگرچہ یہ ظاہر کر دیا گیا تھا کہ حکومت کی منشا دیوناگری حروف کے اجرا کی ہے لیکن
کوئی صراحت ایسی نہ تھی جس سے اُردو کو ممنوع قرار دیا جا سکے، اِس لیے حامیانِ ہندی اِس سے
پوری طرح خوش نہ ہو سکے، بلکہ صرف انھیں اس سے اِتنا فائدہ حاصل ہوا کہ حوصلے بڑھ گئے اور انھیں
یقین ہو گیا کہ شور و ہنگامہ اور برت کی دھمکی وغیرہ وہ ذرائع ہیں جن کے ذریعے کوئی مقصد بھی موجودہ جے پور
گورمنٹ سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ چناں چہ انھوں نے اور دباؤ ڈالا کچھ پبلک کے نام سے اور کچھ باثر
سرمایہ داروں کی درونِ پردہ ریشہ دوانیوں کے ذریعے، اور بالآخر جے پور گورمنٹ کی کم زوری سے انھیں
کام یابی ہوئی۔ اور حکومت کی طرف سے ایک دوسرا نوٹ ۸/ فروری ۱۹۴۳ء کو پبلسٹی آفیسر کے
دستخط سے شایع ہوا، اس میں انگریزی اُس کے نیچے ہندی، اور آخر میں اُردو میں اعلان ہے، اُردو
اعلان حسبِ ذیل ہے :-

نوٹ

(مورخہ ۸ فروری ۱۹۴۳ء)

"جے پور سرکار کے دھیان میں یہ بات لائی گئی ہو کہ راج کی طرف سے سرکاری دفتروں اور عدالتوں میں دیوناگری کے استعمال کے بارے میں جو حکم حال میں ایک میمورنڈم کے ذریعے نکالا گیا ہو، اس میں آئے ہوئے لفظ "منشا" سے یہ مطلب صاف نہیں ہوگا کہ سرکار کا یہی فیصلہ ہو، پبلسٹی افسر کو یہ اختیار دیا گیا کہ یہ ظاہر کر دے کہ اس تحریر کا صاف مطلب یہی ہو کہ سرکار کی یہی مرضی یا فیصلہ ہو۔"

میمورنڈم کے آخری جملے میں آئے ہوئے لفظوں "دیوناگری لپی ٹھیک طرح سے نہ جاننے والوں کے لیے" سے سرکار کا مطلب یہ ہو کہ جلدی سے جلدی سرکاری دفتروں اور عدالتوں میں دیوناگری کا عام استعمال ہونا چاہیے۔

پبلسٹی آفیسر

۸، فروری ۱۹۴۳ء

گورمنٹ جے پور کے مندرجۂ بالا احکام اور تصریحات کو دیکھ کر ہر شخص یہ کہنے پر مجبور ہو کہ یہ محض ابن الوقت حکومت ہو جو "گپت عبارتوں" اور مُبہم الفاظ کے ذریعے اُردو والوں کو طفل تسلی دینا اور ناگری والوں کو مطمئن کرنا چاہتی ہو اِدھر اُردو کے بہی خواہ یہ سمجھیں کہ اُردو کے استعمال کی ممانعت نہیں ہو اور اُدھر فرقہ پرست ناگری پرچارک اپنا کام کرتے رہیں۔ اور صراحت کے ساتھ یہ مطلب بیان کیا جائے کہ اُردو حروف کی ممانعت ہوگئی۔

حکومتِ جے پور کی اِن کارروائیوں سے جے پور اور بیرونِ جے پور اُردو دُنیا میں پریشانی پیدا ہوئی اور آنریری سکریٹری انجمنِ ترقیٔ اُردو (ہند) نے حسبِ ذیل خط کے ساتھ اپنے ایک نمایندے کو جے پور بھیجا۔

ڈاکٹر عبدالحق آنزیری سکریٹری انجمنِ ترقئ اُردو (ہند)
کا خط بنام
آنریبل سر مرزا محمدّ اسمٰعیل صاحب دیوان ریاستِ جے پور

انجمنِ ترقی اُردو (ہند) دہلی

۸ر فروری ۱۹۴۳ء

ڈیر سر مرزا

مجھے تکلیف دہی کے لیے معاف فرمائیے گا۔ اُردو دُنیا میں آپ کی حکومت کے اس مبیّنہ فیصلہ سے کہ "تمام ریاستِ جے پور میں اُردو کی بجائے ہندی اور دیوناگری حروف جاری کر دیے جائیں" ایک ہیجان پیدا ہو گیا ہی، اخبار ہندُستان ٹائمز دہلی مورخہ ۶ر فروری ۱۹۴۳ء کا تراشہ اِس خط کے ساتھ منسلک ہی۔ اس ہیجان کی وجہ سے میں حاملِ مکتوب مولوی سیّد صلاح الدین صاحب جمّالی کو انجمنِ ترقئ اُردو (ہند) کی طرف سے بھیج رہا ہوں تاکہ وہاں مقامی طور پر تحقیقات کریں اور آپ سے ملاقات کر کے آپ پر اور آپ کی حکومت پر جہاں تک ممکن ہو سکے پوری طرح واضح کر دیں کہ اس قسم کا اقدام کس طرح غیر سیاسی اور خطرناک ثابت ہوگا۔

ایک مدّت سے اُردو کو جے پور میں سرکاری زبان کا مرتبہ حاصل رہا ہی، راجپوتانے میں ہندی اسلامی تہذیب اور اُردو شاعری کا مرکز جے پور ہی کو کہا جاتا ہی۔ کیا سبب ہی کہ جے پور ایک ایسی عام کُل ہند زبان کے خلاف عمل پیرا ہو جو ہندوؤں اور مسلمانوں کی مشترکہ کوششوں سے بنی اور مستقبل میں اَدبی ترقیوں کی گوناگوں صلاحیتیں رکھتی ہی، یہ ایک ایسا معمّہ ہی جسے میں حل نہیں کر سکتا۔

اگر یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ یہ ایک فرقہ وارانہ مسئلہ ہی (حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہی) پھر بھی میں نہیں سمجھ سکتا کہ ہندستان کی کوئی حکومت جس کی رعایا میں مختلف فرقے موجود ہوں بغیر دُوسرے

فرقے کو نقصان پہنچائے کس طرح کسی ایک فرقے کی جانب داری کر سکتی ہی۔
اگر واقعہ یہی ہی جیسا کہ مختلف اخبارات سے معلوم ہوتا ہی تو میں یہ باور کرنے پر مجبور ہوں کہ جے پور ایک ایسے ہنگامے سے دوچار ہونے کا ارادہ رکھتا ہی جو مقامی نہیں بلکہ ایک کُل ہند ایجیٹیشن کی صورت اختیار کرلے گا۔

آپ کا مخلص

عبدالحق

انجمن کے نمایندے نے ۱۰ر فروری ۱۹۴۳ء کو یہ خط دیوان صاحب کی خدمت میں پیش کیا اور وضاحت کے ساتھ سمجھایا کہ اُردو کے خلاف جو کچھ ہو رہا ہی وہ ریاست کے لیے نہ صرف مناسب نہیں ہی بلکہ بڑی حد تک خطرناک بھی ہی۔
چوں کہ انجمن کے نمایندے نے دیوان صاحب کو اس امر سے بھی آگاہ کر دیا تھا کہ اس کے متعلق آل انڈیا ایجوکیشنل کانفرنس کے سالانہ اجلاس میں ۱۳ر فروری کو جے پور اور اُردو سے متعلق ایک رزولیوشن پیش ہونے والا ہی، اِس لیے دیوان صاحب نے اطمینان دِلایا کہ ۱۳ر فروری تک وہ خط کا جواب دے دیں گے اور اپنے حکم کی صراحت بھی کر دیں گے۔
دیوان صاحب نے اپنے وعدے کے مطابق ۱۲ر فروری کو ایک نوٹ پبلسٹی افسر کی طرف سے چھپوایا اگرچہ یہ بیان بھی بڑی حد تک مبہم تھا، جس سے مختلف مطالب اخذ کیے جا سکتے ہیں لیکن چوں کہ ۸ر فروری کا نوٹ اِس نوٹ سے کسی قدر کم زور ہو رہا تھا، اِس لیے حکومتِ جے پور اس نوٹ کی اشاعت کی بھی جرأت نہ کر سکی، اور اسے شایع ہوتے ہوتے غالباً تلف کرا دیا گیا۔ تاہم ہمیں اس مطبوعہ نوٹ کا فوٹو دستیاب ہو گیا ہی جسے ہم شایع کر رہے ہیں۔

نوٹ

مورخہ ۱۲ر فروری ۱۹۴۳ء

(جو بعدِ طباعت تلف کر دیا گیا)

چوں کہ جے پور گورنمنٹ کی توجہ اس طرف دلائی گئی ہی کہ بعض حلقوں میں میمورنڈم مورخہ

NOTE

As it has been brought to the notice of the Government that the Government Memorandum dated 28th January, 1943, and the Publicity Officer's Note dated 8th February, 1943, are being misinterpreted in certain circles as implying a ban on the use of Urdu script in Courts and Government Offices, it is necessary to make it clear that no kind of restriction is sought to be imposed on the use of Urdu script in Courts and Government Offices, and that no papers written in Urdu script, presented in Courts and Government Offices, will be rejected on that ground.

Those who are not conversant with Devnagri script have, as explicity stated in the Government Memorandum, the option of using the Urdu script in connection with court or official or Government business.

In other words, while Devnagri script is to be the common script, it will not be the only script in use.

12-2-43. *Publicity Officer, Jaipur.*

नोट

चूंकि सरकार के ध्यान में यह बात लाई गई है कि २८ जनवरी सन् १९४३ के सरकारी मेमोरैण्डम और ८ फरवरी सन् १९४३ के पब्लीसिटी ऑफीसर के नोट का कुछ हल्कों में यह ग़लत अर्थ लगाया जारहा है कि कचहरियों या सरकारी दफ्तरों में उर्दू लिपि के व्यवहार पर प्रतिबन्ध लगा दिया गया है, इसलिये यह स्पष्ट कर देना जरूरी हो गया है कि सरकारी दफ्तरों या कचहरियों में उर्दू लिपि के व्यवहार पर किसी किस्म की पाबन्दी नहीं लगाई जारही है और उर्दू में लिखे हुये कोई भी कागज़ात उस बिना पर अस्वीकृत नहीं किये जायेंगे।

जैसा कि सरकारी मेमोरैण्डम में स्पष्ट है, देवनागरी लिपि ठीक तरह से न जानने वालों के लिये कचहरी या दफ्तरों के सरकारी काम-काज में उर्दू लिपि का प्रयोग उनकी पसंद पर निर्भर है। दूसरे शब्दों में, जब कि देवनागरी लिपि आम प्रयोग की लिपि होगी, तथापि व्यवहार में आने वाली लिपियों में यही अकेली लिपि नहीं होगी।

तारीख़ १२ फरवरी सन् १९४३ पब्लिसिटी ऑफिसर, जयपुर।

نوٹ

چونکہ جےپور گورنمینٹ کی توجہ اسطرف دلائی گئی ہے کہ بعض حلقوں میں میمورنڈم مورخہ ۲۸ جنوری سنہ ۱۹۴۳ء اور نوٹ پبلسٹی آفیسر مورخہ ۸ فروری سنہ ۱۹۴۳ء کا یہ غلط مطلب نکالا جارہا ہے کہ اسکے ذریعہ سے سرکاری دفتروں اور عدالتوں میں اردو حروف کے استعمال کی ممانعت کردی گئی ہے اسلئے یہ صاف کردینا ضروری ہے کہ جملہ سرکاری دفتروں اور عدالتوں میں اردو حروف کے استعمال پر کسی قسم کی روک لگانیکا منشا نہیں ہے اور نہ یہ منشا ہے کہ اردو حروف میں لکھا ہوا کوئی کاغذ سرکاری دفتروں اور عدالتوں میں صرف اسوجہ سے نہ لیا جاوے کہ وہ اردو میں لکھا ہوا ہے۔

میمورنڈم مذکورہ بالا میں صاف طور پر مندرج ہے کہ وہ لوگ جو دیوناگری حرفوں سے اچھی طرح واقف نہیں ہیں وہ سرکاری عدالتوں اور دفتروں کے کاموں میں اردو حروف استعمال کرسکتے ہیں۔

دوسرے لفظوں میں اسطرح کہا جاسکتا ہے کہ دیوناگری حروف عام طور سے استعمال ہونگے لیکن ایسا نہیں ہے کہ صرف یہی حروف کام میں آوینگے۔

تاریخ ۱۲ فروری سنہ ۱۹۴۳ء پبلسٹی آفیسر، جےپور

۲۸ر جنوری ۱۹۴۳ء اور نوٹ پبلسٹی آفیسر مورخہ ۸ر فروری ۱۹۴۳ء کا یہ غلط مطلب نکالا جارہا ہی کہ ان کے ذریعے سے سرکاری دفتروں اور عدالتوں میں اُردُو حرُوف کے استعمال کی ممانعت کی گئی ہی، اِس لیے یہ صاف کر دینا ضروری ہی کہ جملہ سرکاری دفتروں اور عدالتوں میں اُردُو حرُوف کے استعمال پر کسی قسم کی روک لگانے کا منشا نہیں ہی اور نہ یہ منشا ہی کہ اُردُو حرُوف میں لکھا ہوا کوئی کاغذ سرکاری دفتروں اور عدالتوں میں صِرف اِس لیے نہ لیا جاوے کہ وہ اُردُو میں لکھا ہوا ہی۔

میمورنڈم مذکورۂ بالا میں صاف طور پر مندرج ہی کہ جو لوگ دیوناگری حرفوں سے اچھی طرح واقف نہیں ہیں وہ سرکاری عدالتوں اور دفتروں کے کاموں میں اُردُو حرُوف استعمال کر سکتے ہیں۔

دُوسرے لفظوں میں اس طرح کہا جاسکتا ہی کہ دیوناگری حرُوف عام طور سے استعمال ہوں گے لیکن ایسا نہیں ہی کہ صِرف یہی حرُوف کام میں آویں گے

تاریخ ۱۲ر فروری ۱۹۴۳ء پبلسٹی آفیسر جے پور

تَلَف کردہ اور بعد کے شایع شدہ نوٹوں کے آخری جُملے قابلِ غور ہیں۔ اُردُو والوں کی آنکھوں میں خاک ڈالنے کے لیے اپنے منشا کو اس پیرائے سے بیان کیا ہی کہ سرسری طور پر پڑھنے سے کچھ فرق نہ معلوم ہوگا۔ تَلَف شدہ نوٹ میں لکھا ہی "جو لوگ دیوناگری حرفوں سے اچھی طرح واقف نہیں ہیں وہ سرکاری عدالتوں اور دفتروں کے کاموں میں اُردُو حرُوف استعمال کر سکتے ہیں"۔ اس کے بعد جو نوٹ شایع کیا ہی اس میں یہ الفاظ ہیں:-

"وہ لوگ جو دیوناگری سے واقف نہیں ہیں سرکاری کاموں میں اُردُو حرُوف استعمال کر سکتے ہیں"۔

اِن دونوں میں بہت فرق ہی اور بڑی عیاری سے کام لیا گیا ہی ورنہ پہلے نوٹ کے تَلَف کرنے کے کیا معنے! پہلے نوٹ میں ہی "جو لوگ دیوناگری حرفوں سے اچھی طرح واقف نہیں"، جس کا صاف

مطلب یہ ہی کہ جو لوگ دیوناگری پر اس قدر قدرت نہیں رکھتے کہ عدالتی یا دفتری کام کر سکیں۔ اس میں اُردو
کے لیے ایک سہولت نکلتی ہی۔ لہذا اُسے منسوخ کر کے یہ لکھا گیا "جو لوگ دیوناگری سے واقف نہیں
ظاہر ہی کہ محض واقفیت یا حروف شناسی دفتری اور عدالتی کاموں کے لیے کافی نہیں ہو سکتی۔ لہذا
تقریباً سب اہل کار تمام سرکاری کام دیوناگری میں کرنے پر مجبور ہیں۔

اتنا ہی نہیں بلکہ دیوان صاحب کی طرف سے ایک خط [نشان ۳۷۵/جی آر/پی ایم او
معتمد اعزازی انجمن ترقی اُردو کے نام ٹائپ کر کے تیار کر لیا گیا تھا، اور دستخط بھی ہو چکے تھے اُ
بھی روک دیا گیا۔ اور ۱۹ر فروری ۱۹۴۳ء کو ایک جدید نوٹ مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۴۳ء کے ساتھ
گیا، ٹائپ شدہ تاریخ ۱۳ر فروری کاٹ کر اس پر قلم سے ۱۹ر فروری بنا دی گئی۔ اس کا مضمون حسب ذیل

No. 375/G.R/PMO.

جے پور

~~۱۳~~ ۱۹ر فروری ۱۹۴۳ء

ڈیر مسٹر حق

مجھے وزیر اعظم نے ہدایت کی ہی کہ آپ کے خط مورخہ ۸ر فروری کی رسید دیتے ہوئے
آپ کو مطلع کروں کہ وزیر اعظم کے خیال میں آپ کا خط غلط فہمی پر مبنی ہی۔ ریاست کے
دفاتر اور عدالتوں میں اُردو حروف کے ممنوع قرار دینے کا کوئی خیال نہیں ہی۔

میں اِس خط کے ساتھ آپ کی اطلاع کے لیے ایک کاپی اس نوٹ کی بھیج رہا ہوں
جو پبلسٹی آفیسر کی طرف سے شایع کیا جا رہا ہی، مجھے امید ہی کہ اس نوٹ سے اس مسئلے
سے متعلق تمام غلط فہمیاں صاف ہو جائیں گی۔

اِس خط کے ساتھ آیا ہوا نوٹ

نوٹ

مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۴۳ء

گورنمنٹ میمورنڈم مورخہ ۲۸ر جنوری ۱۹۴۳ء اور نوٹ پبلسٹی آفیسر مورخہ ۸ر فروری ۱۹۴۳ء

کچھ حلقوں میں یہ غلط مطلب نکالا جا رہا ہی کہ اُن کے ذریعے سے سرکاری دفتروں اور عدالتوں
میں اُردُو حروف کے استعمال کی ممانعت کی گئی ہی اس لیے یہ صاف کر دینا ضروری ہی کہ
سرکار کا ارادہ دفتروں اور عدالتوں میں دیوناگری عام طور سے استعمال ہونے والے حرُوف
بنانے کا ہی لیکن اُردُو حرُوف میں لکھے ہوئے کوئی کاغذات اس بِنا پر نامنظور نہیں کیے
جائیں گے کہ وہ اُردُو میں لکھے ہوئے ہیں۔

میمورنڈم مذکورہُ بالا میں صاف طور پر مندرج ہی کہ وہ لوگ جو دیوناگری حرفوں
سے واقف نہیں ہیں وہ سرکاری کاموں میں اُردُو حرُوف استعمال کر سکتے ہیں۔

تاریخ ۱۵ فروری ۱۹۴۳ء   پبلسٹی آفیسر جے پور

اِن تینوں بیانات کو جو پیاپے حکومتِ جے پور کی طرف سے شایع ہوتے رہی اور اس چوتھے بیان کو
شایع نہیں کیا گیا، سامنے رکھ کر دیکھیے تو ایسا گمان ہوتا ہی کہ حکومتِ جے پور کا حقیقی "منشا" (یا نوٹ
ورخہ ۸ رفروری کے بموجب "مرضی اور فیصلہ") یہ ہی کہ جے پور میں ہندی زبان اور دیوناگری حرُوف کو
رکاری زبان اور سرکاری حرُوف قرار دیا جائے۔ لیکن حکومتِ جے پور یہ نہیں چاہتی کہ اس وقت اس کا
فیصلہ حامیانِ اُردُو کی آنکھیں کھول دے بلکہ چاہتی ہی کہ اُردُو والوں کو غفلت میں رکھ کر فرقہ پرستوں کی
ش نودی حاصل کرے۔

جے پور میں اُردُو بولنے والوں کی تعداد مقامی پراکرت جے پوری کے بعد سب سے زیادہ ہی آج تک صدیوں
سے عوام اور رعایائے جے پور اُردُو حرُوف سے مانوس رہی ہی کیا ناانصافی اور تشدّد کی اس سے بڑی کوئی مثال
ں سکتی ہی کہ رعایا کی عام مرضی کے خلاف اُسے جبراً اُردُو حرُوف سے محرُوم کیا جا رہا ہی۔

اب تک اُردُو اور دیوناگری دونوں حرُوف کی اجازت تھی اور جیسا کہ اُوپر بیان کیا جا چکا ہی اُردُو اپنی
خوبیوں اور ادبی صلاحیتوں کی وجہ سے زیادہ مقبول تھی، لیکن مندرجہُ بالا احکام کے بعد جن میں بعض متن اور شرح
ور بعض ناسخ و منسُوخ کا درجہ رکھتے ہیں، افسرانِ سرشتہ نے دفتر میں اُردُو حرُوف کے استعمال کی آفس آڈروں کے ذریعے ممانعت کر دی۔
کون کہہ سکتا ہی کہ اُنھوں نے حکومت کے "منشا" کو غلط سمجھا، حکومت نے اپنے منشا کو کبھی "فیصلہ" کہا اور
بھی "ارادہ" اور کبھی اجازت کے مقام تک گرا دیا۔ اتنے غیر واضح اور مبہم نوٹوں کا لازمی نتیجہ یہی ہو سکتا تھا۔

حکومت کے اِن مبہم اعلانوں کا اثر یہ ہوا کہ ایک طرف مسلمان یہ سمجھنے پر مجبور ہوئے کہ ا
حروف کو جے پور سے جلاوطن کر دیا گیا، جیسا کہ مسلمانانِ جے پور کے جلسۂ منعقدہ ۲۹ جنوری ۱۹۴۳ء سے
ہی یہ احتجاجی جلسہ تھا جس میں اُردو کے گلے پر چھری پھیرنے کے خلاف فریاد کی گئی تھی دوسری طرف
متعصّب افسرانِ دفاتر کو موقع مل گیا کہ اُردو حروف میں لکھی ہوئی تحریروں کو قبول کرنے سے
اِنکار کر دیں۔

اگر حکومتِ جے پور کا یہ منشا ہے کہ اُردو اور ہندی دونوں کی حسبِ دستور اجازت رہے ا
کسی ایک کے ساتھ ترجیحی سلوک نہ کیا جائے تو حکومت کو چاہیے کہ ایک غیر مبہم اور واضح حکم کے
اس کی صراحت کر دے، ورنہ جے پور اور جے پور سے باہر کے اُردو بولنے والوں کی تشفی نہ ہو سکے
اور یقینی ہے کہ "جے پور میں اُردو" ایک کُل ہند مسئلے کی صورت اختیار کرے۔ اس طرح
رعایائے جے پور کے مختلف طبقات میں باہمی دشمنی پیدا ہو جائے گی۔

اس سے قبل کہ طوفان اُٹھے ہم فاضل و مدبر دیوانِ جے پور سے پھر درخواست کرتے ہیں کہ ا
پر توجّہ فرمائیں، اور چند فرقہ پرستوں کے "مرن برت" سے متاثر نہ ہوں، کیوں کہ کوئی حکومت ا
طرح کے دباؤ میں آ کر انصاف اور معقولیت کے ساتھ نہیں چل سکتی۔

سر مرزا اسمٰعیل سیاسی نیز غیر سیاسی حلقوں میں نیشنلسٹ خیال کیے جاتے ہیں اور اُن کی تحر
اور تقریریں بھی اس کی تائید کرتی ہیں۔ باوجود اس ادعا کے وہ ہندو مسلم اتحاد اور یک جہتی کی
سے محکم اور تاریخی یادگار کو مٹانے کے درپے ہیں۔ اِس لیے ہمیں حق حاصل ہے کہ ہم اُن سے مطالبہ
کہ جو ناانصافی کسی غلط فہمی یا بیجا دباؤ کی بنا پر اُن سے صادر ہوئی ہے اُس کی تلافی جہاں تک جب
ممکن ہو کر دیں۔

ہم یقین رکھتے ہیں کہ اُردو سر مرزا اسمٰعیل کے مٹائے نہیں مٹ سکتی لیکن وہ خود سوچیں کہ
کے اس فعل سے ان کی شہرت پر کیا اثر پڑے گا اور جو دھبّا اُن کے تدبّر اور سیاست پر رہ جائے
وہ کیوں کر مٹ سکے گا؟